© rasailojaraid.com

ادبیات

شمع شبستان سے

از جناب آلم صاحب مظفرنگری

چھا رہا ہے وسعتِ عالم پہ رنگِ انقلاب
شورشیں ہستی کی ہو جانے کو ہیں مصروفِ خواب

ہوش فرسا کیف بن کر بڑھ رہی ہے تیرگی
ہے مسلط ہر طرف بیداریوں پر خامشی

بستیوں سے طائرانِ خوش نوا منہ موڑ کر
جا رہے ہیں آشیانوں کی طرف باہمدگر

ہے کنارے پر افق کے مضمحل یوں آفتاب
جیسے مرجھائے سرِ شاخِ چمن کوئی گلاب

دامنِ گلہائے رنگیں پر شفق کی روشنی
یوں ہے لرزاں جس طرح غم سے شبابِ زندگی

چاند اور تاروں کی اب محفل سجائی جائیگی
کہکشاں اپنے افق سے رنگ و بو برسائے گی

عاملِ شب کے تصرف میں ہیں شہر و دشت و در
چھا گئی ظلمت جہاں کے روئے جلوہ بار پر

ہے زمیں سے آسماں تک ظلمتوں کا انتظام
بن گئی تاریکیوں کا مستقر دنیا تمام

ہیں کہ ہوں پروردۂ کیفیتِ درد و محن
اپنے غم خانے میں ہوں یوں شمع سی گرمِ سخن

ایک تو ہے مظہرِ یک رنگ سوز و ساز کا
رونقِ کاشانۂ ہستی ہے ہر جلوہ ترا

بے نیازِ درد ہو کر جو ہیں پابندِ سکوں
دے رہی ہے چپکے چپکے تو انھیں درسِ جنوں

ہے زباں پر تیری ہر دم داستانِ رازِ عشق
تیرا ہر شعلہ ہے بزمِ نازمیں غمازِ عشق

ہے بساطِ بزمِ شادی پر کبھی جلوہ فروش
حلقۂ ماتم میں گاہے ترجمانِ درد و سوز

قصرِ شاہی میں نہیں ہے صرف تو عشرت نواز
خانۂ درویش میں بھی تیرا دیکھا ہے گداز

ہے ترا ممنونِ احساں گوشۂ طاقِ حرم
پُرضیا ہے تیری تابانی سے ہر بیت الصنم

تجھ سے قائم گیسوئے لیلائے شب کی زینتیں
تجھ سے بڑھ جاتی ہیں راتوں کو چمن کی زینتیں

ہیں مُقر تیری وفا کے سب یہ عالم دیکھ کر
شام سے تا صبح جلتی ہے کسی کی قبر پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ تو سب سچ ہے مگر اے رونقِ بزمِ جہاں
ہے حقیقت سے معرا تیری ہر اک داستاں

یہ ترا ذوقِ تپش یہ ترا آئین گداز
سربسر محفل میں ہے پابند قانونِ حجاز

ہے تری دل سوزیوں کی طرزِ غم رہنِ شہود
تیرے ہر آنسو میں پوشیدہ ہے اک شوقِ نمود

حسن بھی ہوتا ہے یوں بے پردہ و رسوا کہیں؟
پیشِ پروانہ یہ عریانی یہ نازِ آتشیں

ہوشیار اے ناشناسائے فریبِ زندگی
جنبشیں کچھ اور کہتی ہیں ہوائے بزم کی

دیکھ اس کا سوزِ پنہانی ہے بیحد و قیاس
جو کہ ہے آغاز و انجامِ محبت ناشناس

جو کہ ہے راہِ وفا میں بے نیازِ کارواں
ڈھونڈتا پھرتا ہے اس کو آپ منزل کا نشاں

ہے لئے دامن میں اپنے ہر رخِ تصویرِ یار
وہ نظر جو ہے پسِ ہر پردہ بھی مصروفِ کار

اس حقیقت سے کہاں واقف ہے موج پرخروش
سینکڑوں طوفاں ہیں آغوشِ ساحل میں خموش

خامشی کہنا فغاں کو گمرہیٔ ذوق ہے
ہستیٔ گل اک ہجومِ نالہ ہائے شوق ہے

منکشف ہوتا ہے اس پر رازِ ہستی واقعی
بے پیے رہتا ہے جو مستِ شرابِ بیخودی

تو سمجھتی ہے کہ میں مستیٔ ہر پروانہ ہوں
بادۂ حسنِ محبت ساز کا میخانہ ہوں

بزمِ ہستی میں تجلی ہے مری جانِ شعور
ہے مری تنویر سے ہر جلوہ پابندِ ظہور

یہ تصور یہ تخیل ہے غلط اے بے خبر
ہے نگاہوں سے تری رازِ حقیقت مستتر

تجھکو کیا معلوم دل پر سوز برساتا ہے کون
پھونکتا ہے کون کس کو اور پھنکا جاتا ہے کون

کس نے پروانے کو بخشا ہے مذاقِ آرزو
بن کے جگنو کر رہا ہے کون کس کی جستجو

یہ سحر یہ شام یہ قوسِ قزح یہ کہکشاں
یہ ستارے یہ شفق یہ بحر یہ موجِ رواں

یہ ہوا یہ ابر یہ تنظیمِ ہستی کا کمال
کچھ خبر ہے کس کے جلوے کا ہے عکسِ بے مثال؟

تو نہیں واقف بتاؤں میں رہِ منزل تجھے
آ، دکھا دوں تیری آنکھوں سے حق و باطل تجھے

جلوۂ حسنِ ازل کی بزمِ ہستی ہے نمود
وہی شاہد ہے وہی مشہود ہے وہی شہود

ماسوا اس کے تعین کی ہے سب افسوں گری
محفلِ ارضی ہو وہ یا بزمِ چرخِ اخضری

© rasailojaraid.com